نبوت اور اثبات دلائل نبوت، نظریات اور طریقے

Prophecy and Confirmation Proofs of Prophecy, Theories and Methods

Dr. Asma Aziz
Assistant Prof. Department of Islamic Studies
GC Women University Faisalabad
Email: Asmaaziz@gcwuf.edu.pk
Kaniz Fatimat uz Zahara
Department of Islamic Studies, GC Women University Faisalabad
Nuzhat Mazahr
Department of Islamic Studies, GC Women University Faisalabad

Abstract

Dalā’il al-Nubuwwa literature that is centered on narratives from the Prophet Muḥammad’s life has most commonly been viewed, or even dismissed, as the product of popular veneration. Building extensive research on biographical and bibliographical sources, this book demonstrates that Dalā’il al-Nubuwwa literature emerged among the circles of early ḥadīth scholars of the late 2nd/8th century. By analyzing extant texts of Dalā’il al-Nubuwwa regarding their sources, structures, methodological approaches, and selection of contents, it showcases that these works were part of epistemological discourses on prophecy that transcended religious boundaries as well as the dividing lines between various Muslim scholarly disciplines. This research deals with the theories and methods to justify the true prophecy.

Keywords: Dalā’il al-Nubuwwa, Prophecy of Hazrat Muhammad, Theories & Methods

ذات الٰہی نے انسانوں کی فلاح اور ہدایت کے لیے رسولوں اور نبیوں کو مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالی انسانوں ہی میں سے رسول اور نبی بنا کر بھیجے ہیں۔ پھر ان پیغام پہچانے والوں میں کسی کو رسول کا نام تو کسی کو پیغمبر کا نام دیا ہے۔ یہ فرق مراتب اور افضلیت کے اعتبار سے ہے۔ اللہ کے پیغام پہنچانے میں دونوں برابر ہیں۔ مگر مراتب کے اعتبار سے رسول خاص ہے۔ جبکہ نبی عام۔ نبی اور رسول میں معمولی فرق یہ ہے کہ ہر نبی رسول نہیں ہوتا جبکہ ہر رسول نبی ہوتا ہے۔ یعنی رسول کو نبی پر خصوصیت حاصل ہوتی ہے۔ رسول صاحب کتاب یا صاحب شریعت ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے صحیفہ یا کتاب کی شکل میں مکمل ضابطۂ حیات جس نبی کو عطا کیا جاتا ہے وہ رسول کہلاتا ہے۔ بعثت کے بعد ہر نبی ہر لمحہ منصب نبوت پر فائز رہتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی اور الہام کے ذریعے علم عطا ہوتا ہے۔ نبی کا ہر قول، ہر فعل اور ہر عمل اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشاء کے تابع ہوتا ہے۔ ہر چیز کے وجود کے اغراض ومقاصد ہوتے ہیں۔ سوال یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے آخر کیوں یا کس مقصد کے لئے رسولوں کو بھیجا ہے؟

(الف) نبوت ورسالت کے اغراض ومقاصد:

ایک نبی اور رسول کو اللہ تعالیٰ نے کس مقصد کے لیے مبعوث فرمایاہے وہ دنیامیں آکر کیا کیا فرائض سر انجام دیتاہے سب سے بڑھ کر نبوت ورسالت عطاء کرنے کا مشن کیاہے؟ قرآن مجید نے متعدد مقامات پر نبوت و رسالت کے اغراض ومقاصد کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیاہے۔ذیل میں اختصار کے ساتھ نبوت ورسالت کے اغراض ومقاصد کو ذکر کیاجاتاہے۔

ا۔دعوت توحید:

حضرت آدم سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک تمام انبیاء کرام کا مشن ومقصد توحید کی دعوت دیناتھا۔نبی اور رسول کی بعثت کا اصل مقصد توحید الٰہی کی دعوت دیناتھا۔چنانچہ تمام انبیاءعلیہ السلام نے اپنی تمام تر جدوجہد اس مقصد کے لیے کی کہ لوگ اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرلیں اور صرف اللہ ہی کی عبادت کریں:

" وَلَقَدۡ بَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ اُمَّۃٍ رَّسُوۡلًا اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ وَ اجۡتَنِبُوا الطَّاغُوۡتَ " ([1])

(اور بے شک ہر امت میں ہم نے ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور شیطان سے بچو۔)

چونکہ لوگ توحید سے دور جاچکے تھے اور وہ گمراہی وضلالت کے گڑھوں میں بھٹک رہے تھے۔اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انبیاءورسل کو ان کی گمراہی دور کرنے کی غرض مبعوث فرمایا۔قرآن نے دعوت توحید سے پہلے ان کی گمراہی کا بھی ذکر کیاہے:

" لَقَدۡ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ بَعَثَ فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡ اَنۡفُسِہِمۡ یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیۡہِمۡ وَیُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ ۚ وَ اِنۡ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ([2])"

(بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتاہے اور انہیں پاک کرتاہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتاہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔)

دعوت توحید میں غیر اللہ کی عبادت سے روکنا، شرک سے دور کرنا اور اللہ کی عبادت کی طرف لے آنا ہے۔قرآن کریم میں انبیاءعلیہ السلام کے واقعات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ انبیاء اکرامؑ نے ہر زمانے میں ہر بگڑی ہوئی قوم کی اصلاح کا آغاز جس چیز سے کیاوہ دعوتِ توحید ہے۔ہر نبی نے قوم کو ایک اللہ کی عبادت کرنے اور شرک سے بچنے کا پیغام دیا۔تمام انبیاءعلیہ السلام نے یہی فریضہ توحید انجام دیا:

" وَاِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ "(3)

(اور بے شک (عیسیٰؑ نے کہا) اللہ رب ہے میرا اور تمہارا تو اس کی بندگی کرو یہی راہ سیدھی ہے۔)

۲۔ تلاوت و تفہیم آیات:

اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء کرام کو کتاب یا صحیفہ بھی دے کر بھیجا ہے۔ یہ رسولوں کی جماعت کا یہ اولین فریضہ ٹھہرایا ہے کہ وہ کتاب اللہ کی آیات کی لوگوں پر تلاوت کریں اور ان کی تعلیم بھی دیں ارشاد ربانی ہے:

" هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَ یُزَكِّیْهِمْ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ٭ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ"(4)

(وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انہیں پاک کرتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔)

تلاوت آیات ربانی کا قرآن مجید نے متعدد مقامات پر ذکر کیا ہے:

" ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَیْكَ مِنَ الْاٰیٰتِ وَ الذِّكْرِ الْحَكِیْمِ "(5)

(اے نبی یہ وہ آیتیں اور حکمت بھرا ذکر ہے جو ہم آپ کو پڑھ کر سنا رہے ہیں)

انبیاء علیہ السلام کے فرائضِ منصبی کی تکمیل آنحضرتؐ نے فرمائی اور اللہ تعالیٰ کے احکامات جو آپ ﷺ پر وحی کے ذریعے نازل ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق جوں کے توں لوگوں تک پہنچا دیئے۔ ارشار پاک ہے۔

" یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ "(6)

(اے رسول پہنچا دو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے۔)

۳۔ حکمت کی تعلیم:

حکمت و دانائی سے مراد خیر اور بھلائی کے کام ہے۔ ہر نبی و رسول کا فرض رہا ہے کہ لوگوں کو وہ حکمت کی تعلیم دیتے رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بعثت انبیاء کے اغراض و مقاصد ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

بیت اللہ کی دیواریں اٹھاتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو دعا کی وہ دراصل اسی فرضہ کی نشاندہی کرتی ہے:

"رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَ یُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ یُزَكِّیْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ" (7)

(اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول ان ہی میں سے ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے۔ بے شک تو ہی غلب ہے حکمت والا۔)

اللہ تعالیٰ نے اپنے دوست ابراہیمؑ خلیل اللہ کی دعا قبول فرمائی:

" كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ "(8)

(جیسا کہ ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔)

کتاب سے مراد قرآن اور حکمت سے مراد سنتِ رسولؐ یا احادیث رسولؐ ہیں. قرآن مجید کے اس مقام کے حوالے سے تصحیح ضروری ہے. قرآن مجید میں اَحکام بھی ہیں اور قوانین کا بیان بھی ہے 'شریعت اور فقہ بھی ہے اور قرآن مجید ہی میں حکمت و دانائی بھی ہے. یہ خود قرآن مجید ہی کے دو رُخ ہیں' ایک طرف قانون ہے اور ایک طرف اس قانون کی پشت پر کار فرما دانائی ہے. مقصد قرآن کا کوئی بھی حکم حکمت سے خالی نہیں ہوتا ہے۔

۴۔ تزکیہ نفس:

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم سے لے کر حضرت محمد ﷺ عربی تک کئی انبیاء و رسل کو اس وجہ سے بھی مبعوث فرمایا کہ لوگوں کو بدنی اور روحانی دونوں طور پر پاک کریں۔ تزکیہ نفس میں بدنی طہارت بھی ہے اور ساتھ ساتھ دل اور روح کی طہارت شامل ہے۔ روحانی طور پر کفر و شرک سے انسانی دل جو سیاہ ہوگئے تھے۔ ان کو پاک کرنا بھی حضرات انبیاء کرام کا مشن ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

"كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ "(9)

(جیسا کہ ہم نے تم میں بھیجا ایک رسول تم میں سے کہ تم ہماری آیتیں تلاوت فرمالتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور کتاب اور پختہ علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں علم نہ تھا۔)

۵۔ شرک سے اجتناب کی تعلیم:

انبیاءعلیہ السلام نے لوگوں کو جن اہم امور کا درس دیا سب سے اہم توحید باری تعالیٰ اور شرک سے بچاؤ کی تلقین ہے۔ توحید باری تعالیٰ پر ایمان ہی دراصل شرک کی تمام جڑوں کا کاٹ دتا ہے۔ شرک ایسا گناہ کبیرہ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے ظلمِ عظیم سے تعبیر کیا ہے اور صرف شرک ہی وہ گناہ ہے کہ اس گناہ کے مرتکب کو اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں فرماتے یہ ناقابلِ معافی جرم ہے چنانچہ انبیاء علیہ السلام نے لوگوں کو اس کھلی گمراہی سے بچنے کی تلقین فرمائی اور توحید پر یقین کے ساتھ ساتھ انبیاءعلیہ السلام نے سارازور اس بات پر صرف کیا کہ لوگ شرک جیسے گناہ کبیرہ سے خود کو بچائیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں شرک کو بہتان عظیم اور صریح گمراہی قرار دیا ہے۔

"وَاِذۡ قَالَ لُقۡمٰنُ لِابۡنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَىَّ لَا تُشۡرِكۡ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ"([10])

(اور یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اور وہ نصیحت کرتا تھا اے میرے بیٹے اللہ کا کسی کو شریک نہ کرنا، بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔ قرآن میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ اس کاٹھکانہ جہنم ہے۔)

"اِنَّهٗ مَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَقَدۡ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيۡهِ الۡجَـنَّةَ وَمَاۡوٰٮهُ النَّارُ‌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ"([11])

(اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے تو اللہ نے جنت اس پر حرام کردی اور اس کاٹھکانہ جہنم ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔)

اس گناہ کے مرتکب کے لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتا ہے وہ گویا ایسا ہے جیسے وہ آسمان سے گرے اور اسے پرندے اچک کرلے جائیں یا ہوا اسے کسی دور جگہ اڑا کرلے جائے اور پھینک دے۔

" وَمَنۡ يُّشۡرِكۡ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخۡطَفُهُ الطَّيۡرُ اَوۡ تَهۡوِىۡ بِهِ الرِّيۡحُ فِىۡ مَكَانٍ سَحِيۡقٍ" ([12])

(اور جو اللہ کا شریک کرے وہ گویا گرا آسمان سے کہ پرندے اسے اچک لے جاتے ہیں یا ہوا اسے کسی دور جگہ پھینکتی ہے۔)

۶۔ خلافت الٰہیہ کا قیام:

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو زمین پر خلیفہ اللہ بنا کر بھیجا ہے ارشاد ربانی ہے:

" وَ اِذۡ قَالَ رَبُّكَ لِلۡمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىۡ جَاعِلٌ فِى الۡاَرۡضِ خَلِيۡفَةً"([13])

(اور جب تیرے رب نے ملائکہ سے کہا کہ میں زمین پر خلیفہ قائم کرنا چاہتا ہوں۔)

اللہ تعالیٰ نے نبوت کے فرائض میں سے ایک فریضہ ٹھہرایا ہے کہ وہ زمین پر خلافت الٰہی کو قائم کریں۔ وہ الٰہی خلافت ہو جو ظلم و بربریت سے پاک ہو اور عدل و انصاف قائم کریں مفتی محمد شفیع لکھتے ہیں کہ دنیا میں آدم علیہ السلام کو خلیفۃ اللہ بنا کر بھیجنے کا اور پھر اُن کے بعد دوسرے انبیاء علیہم السلام یکے بعد دیگرے بحیثیت خلیفۃ اللہ بھیجتے رہنے کا، اور ان کے ساتھ بہت سے کتابیں اور صحیفے نازل فرمانے کا اہم مقصد یہی تھا، کہ دنیا میں انصاف اور اس کے ذریعے امن وامان قائم ہو، ہر فرد انسانی اپنے اپنے دائرۂ اختیار میں انصاف کو اپنا شعار بنانے اور خود سرکش لوگ وعظ و پند اور تعلیم و تبلیغ کے ذریعہ عدل و انصاف پر نہ آئیں، اپنی سرکشی پر اڑے رہیں، ان کو قانونی سیاست اور تعزیر و سزا کے ذریعہ انصّف پر قائم رہنے کے لیے مجبور کیا جائے۔(14) یعنی اگر لوگ وعظ و نصیحت سے عدل و انصّف پر قائم نہ رہیں اور معاشرہ میں بے انصافی سے بگاڑ پیدا کریں تو قانون، شریعی حدود اور تعزیرات کے ذریعے انہیں انصاف قائم کرنے پر مجبور کیا جائے۔ عدل و انصاف ہی سے معاشرہ میں امن وامان قائم رہ سکتا ہے۔

" لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ" (15)

(بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور عدل کی ترازو اتاری کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔)

۷۔ اطاعت رسول کی تعلیم:

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی ورسول کی اطاعت اور پیروی کو امت پر لازم قرار دیا ہے۔ کیونکہ نبی ورسول کی زندگی اسوہ حسنہ ہے اور ہر نبی ورسول امت کو اس بات کی تلقین کرتا رہا ہے کہ وہ رسولوں پر ایمان بھی لائیں اور ان کی اطاعت بھی کریں ذیل اطاعت رسول کی تعلیم کے حوالہ سے قرآن کی آیات ملاحظہ ہوں۔ حضرت نوح علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

" اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ oاِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ oفَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِo وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ " (16)

(جب کہ کہا ان میں سے ان کے بھائی نوح نے کیا تم ڈرتے نہیں بے شک میں تمہارے لیے اللہ کا بھیجا ہوا رسولِ امین ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔)

ارشاد ربانی ہے:

" كَذَّبَتْ عَادُ ۨ الْمُرْسَلِيْنَ oاِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ oاِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ oفَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ oوَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍۚ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ " (17)

(عاد نے رسولوں کو جھٹلایا جبکہ ان سے ان کے ہم قوم ہود نے فرمایا کہ تم ڈرتے نہیں بے شک میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور میں تم سے اس پر کچھ اجرت نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہاں کا رہے۔)

حضرت صالح اپنی قوم ثمود کو بھی اطاعت رسول کی تعلیم دیتے رہے:

" كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ oاِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ oاِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ oفَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ oوَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍۚ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ "(18)

(ثمود نے رسولوں کو جھٹلایا جبکہ ان سے ان کے ہم قوم صالحؑ نے فرمایا۔ کیا ڈرتے نہیں۔ بے شک میں تمہارے لیے اللہ کا امانت دار رسول ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور میں تم سے اس پر کیا اجرت نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔)

اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام نے بھی فرمایا:

" كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ۣالْمُرْسَلِيْنَ oاِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ o اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ oفَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ oوَ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍۚ اِنْ اَجْرِىَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ "(19)

(لوط کی قوم نے رسولوں کو جھٹلایا جبکہ ان سے ان کے ہم قوم لوطؑ نے فرمایا کیا تم ڈرتے نہیں۔ بے شک میں تمہارے لیے اللہ کا امانت دار رسول ہوں تو اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو اور میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا میرا اجر تو اسی پر ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔)

۸۔ عقیدہ آخرت کی تعلیم:

انسانی زندگی کے بعد موت اور موت کے بعد قبر برزخ اور وقوع یوم آخرت پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ تمام انبیاء ورسل کی بنیادی تعلیمات میں عقیدہ آخرت بھی رہا ہے۔ قرآن مجید میں بے شمار مقامات پر یوم آخرت کا ذکر کیا ہے۔ ہر نبی اور رسول نے اپنی قوم کو اس دن کے عذاب سے ڈرایا اور لوگوں کو شرک اور گمراہی کے نتیجے میں بھگتنے والے عذاب سے آگاہ کیا۔ جیسا کہ ارشاد پاک ہے:۔

" وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰى قَوۡمِهٖۤ ۡ اِنِّىۡ لَـكُمۡ نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ o اَنۡ لَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ اَلِيۡمٍ"([20])

(اور بے شک ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا کہ میں تمہارے لیے صریح ڈر سنانے والا ہوں، کہ اللہ کے سوا کسی کو نہ پوجو۔ بے شک میں تم پر ایک مصیبت والے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔)

" اِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ"([21])

(بے شک مجھے تم پر ڈر ہے ایک بڑے دن کے عذاب کا۔)

حضرت ابراہیم علیہ السلام یومِ آخرت کے خوف اور ہیبت سے عجز و انکساری کا پیکر بنے رہے جیسا کہ ارشاد پاک ہے:

" وَلَا تُخۡزِنِىۡ يَوۡمَ يُبۡعَثُوۡنَ o يَوۡمَ لَا يَنۡفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوۡنَ o اِلَّا مَنۡ اَتَى اللّٰهَ بِقَلۡبٍ سَلِيۡمٍ o وَاُزۡلِفَتِ الۡجَـنَّةُ لِلۡمُتَّقِيۡنَ o وَبُرِّزَتِ الۡجَحِيۡمُ لِلۡغٰوِيۡنَ"([22])

(اور مجھے رسوا نہ کرنا جس دن سب اٹھائیں جائیں گے جس دن نہ مال کام آئے گا نہ بیٹے مگر وہ جو اللہ کے حضور حاضر ہوا سلامت دل لے کر اور قریب لائی جائے گی جنت پرہیز گاروں کے لیے اور ظاہر کی جائے گی دوزخ گمراہوں کے لیے۔)

(ب) نبوت کے دلائل سے متعلق نظریات:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا۔ مگر دنیا میں بہت سے لوگوں نے نہ صرف نبی کا انکار کیا ہے۔ بلکہ ذات باری کا بھی انکار کیا ہے۔

ب-ا- منکرین نبوت:

جن لوگوں نے نبوت کا انکار کیا ہے ان کی تین قسمیں ہیں:

ا۔ دھریہ:

دھری لوگ وہ ہیں توحید سمیت تمام روحانی اعتقادات کے منکر ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد ہے:۔

"يقولون بقدم العالم و تدبير الطبائع فهم بانكار "([23])

(دھری حضرات ،عالم کے قدیم ہونے اور طبائع کے مطابق نظام چلنے کے قائل ہیں۔ یہ مرسلین کا انکار کرتے ہیں۔)

۲۔براھمۃ موحدہ:

دوسرا گروہ وہ ہے جو کبھی تو نبوت کو تسلیم کرتے ہیں اور کبھی اس کا انکار کرتے ہیں:

"يقولون بحووث العالم ويجحدون بعثته الرسل وسيبطلون النبوات،فريق منهم فادعى انه آدم عليه السلام ابو البشر وفهم من قال هو ابراہیم۔"[24]

(یہ لوگ بھی عالم کے قدیم ہونے کے قائل ہیں اور نبیوں کی بعثت کا انکار کرتے ہیں اور ان میں سے کچھ کہتے ہیں کہ حضرت آدم ابو البشر ہیں اور کچھ کہتے ہیں کہ حضرت آدم، حضرت ابراہیم ہی ہیں۔ یہ لوگ صرف دو نبیوں کے قائل ہیں باقی سب کے منکر ہیں۔)

۳۔فلاسفہ:

فلاسفر نہ صرف نبوت کا ظاہری طور پر انکار کرتے ہیں بلکہ یہ لوگ حقیقت میں نبوت کا انکار بھی کرتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ اگر ربانی علوم، فلسفہ اور علم ہندسہ کے مرتبہ کمال کو پہنچتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے ورنہ ٹھیک نہیں ہیں۔[25]

مذکور بالا فلاسفر سے مراد قدیم علمائے حکمت و فلاسفر میں مسلمان فلسفیوں نے اثبات النبوۃ پر دلائل بھی دیتے ہیں اور معجزات کو شرائط کے ساتھ ذکر کیا ہے۔فلسفہ و عقل کی رو سے جو حکمائے اسلام منزل حقیقت کے جویاں ہیں ان کے نزدیک نبی وہ ہے جس میں یہ تین باتیں جمع ہوں:

۱۔اول یہ کہ اس کو امور غیب پر اطلاع ہو۔ ۲۔دوسرے یہ کہ ملائکہ اس کو نظر آئیں اور وہ اس سے کلام کریں۔
۳۔تیسرے یہ کہ اس سے خوارق عادت ظاہر ہوں۔ ان تینوں دعووں کے امکان پر ان کے دلائل ہیں۔[26]

ب-۲۔ دلائل نبوت سے متعلق قدیم صوفیاء کے نظریات:

قدیم صوفیاء کرام کے نبوت ورسالت سے متعلق دلائل و نظریات، فلاسفر سے کچھ مختلف نہیں ہیں۔ شبلی نعمانی نے ابن عربی کے فصوص الحکم میں بیان کردہ نبوت ورسالت کے خواص کا خلاصہ یوں ذکر کیا ہے۔

۱۔ صاحب نبوت کی روح میں ایک قوتِ قدسیہ ہوتی ہے۔ جس طرح تمہاری روح عالم اصغر میں (یعنی اپنے جسم میں) تصرف کرتی ہے اور تمہارا جسم تمہاری روح کا تابع و فرمانبردار رہتا ہے اسی طرح وہ روح قدسی عالم اکبر میں یعنی تمام جسمانیات میں تصرف کرتی ہے اور تمام عالم جسمانی اس کا تابع و فرمانبردار رہتا ہے اور اسی بنا پر اس سے

خارق فطرت معجزات صادر ہوتے ہیں اور چونکہ اس کا آئینہ باطنی صاف اور غبار سے پاک ہوتا ہے اس لیے لوح محفوظ یعنی اس کتاب میں جو کبھی غلط نہیں ہوسکتی اور ملائکہ کی ذاتوں میں جو بات ہے۔ اس کا عکس اس کے آئینہ پر پڑتا ہے اور وہ قدرت قدسیہ یا روح قدسیہ اس کو مخلوقات تک پہنچاتی ہے۔ (27)

۲۔ ملائکہ ان صور علمیہ کا نام ہے جو بذاتہ قائم ہیں۔ اس طرح نہیں کہ یہ لوح میں نقوش یا ذہن میں معلومات ہوتے ہیں بلکہ خود معانی قائم بالذات ہیں اور اس امر الٰہی سے فیض حاصل کرتے ہیں اور عام روح بشریٰ تو حواس ظاہری کے تعطل یعنی خواب میں اس امر الٰہی سے لگاؤ پیدا کرتی ہے، لیکن روح نبوی ﷺ بیداری میں اس سے تخاطب کرتی ہے۔ (28)

۳۔ عام روح بشری کا حال یہ ہے کہ جب اس کے حواس ظاہری مشغول ہوتے ہیں تو حواس باطنی معطل ہو جاتے ہیں اور جب حواس باطنی کام کرتے ہیں تو حواس ظاہری بیکار ہو جاتے ہیں مگر ارواح قدسیہ کا یہ حال ہے کہ نہ صرف یہ کہ ان کے حواس ظاہری کی مصروفیت ان کے حواس باطنی کو دور کر دیتی ہیں۔ بلکہ ان کے حواس ظاہری کو معطل نہیں ہونے دیتی اور دونوں ایک دوسرے کے فرائض میں مخل نہیں ہوتے بلکہ ان کی تاثیر، ان کے اجسام سے متعدی ہو کر دوسرے اجسام تک پہنچتا ہے اور وہ انسانی تعلیم سے نہیں بلکہ ارواح و ملائکہ کے ذریعہ سے علم کی تلقی (تلقین) کرتے ہیں۔ (29)

(ج) ثبوت ودلائل نبوت کے طریقے:

نبوت ورسالت کو ثابت کرنے اور اس پر دلائل دینے کے دو طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ اجمالی ہے اور دوسرا تفصیلی ہے۔

۱۔ اجمالی طریقہ یا اثبات نبوت کا انفرادی سطح پر طریقہ:

اس میں صرف ایمان کی دولت حاصل ہوتی ہے کیونکہ نبی کے کمالات و خصائص ایک عام انسان کی سمجھ سے بالاتر ہیں۔ اجمالی طریقہ یہ ہے کہ جس طرح انسان کو حیوان پر نفس ناطقہ کی بناء پر فضیلت حاصل ہے کہ یہ عقلی و دماغی خصوصیت حیوان میں نہیں پائی جاتی جس کے بل پر انسان حیوان پر حکمرانی کرتا ہے اور اس کا مالک بنا ہوا ہے اور اس کو اپنے کام میں لگائے ہوئے ہے، اسی طرح انبیاء علیہم السلام کو اپنے نفوس قدسیہ کی بناء پر تمام انسانوں پر برتری حاصل ہے۔ وہ اپنے ان قدسی نفوس اور پیغمبرانہ قوت سے دوسروں کو براہِ راست سمجھاتے اور خود راہ راست پر قائم رہتے ہیں۔ ان کی پیغمبرانہ عقل و فہم تمام انسانی عقلوں سے بالاتر ہوتی ہے اور ان کو وہ ربانی خصوصیت حاصل ہوتی ہے جس کی بناء پر وہ تمام انسانی نفوس کی تدبیر کا فرض انجام دیتے اور ان پر قابو پاتے اور ان کو کام میں لگاتے ہیں اور

جس طرح انسانوں کے عجیب و غریب کام حیوانوں کو حیرت انگیز معلوم ہوتے ہیں اسی طرح پیغمبروں کے حیران کن کام انسانوں کو معجزہ نظر آتے ہیں۔

اگرچہ نبی عام انسانوں کے ساتھ بشریت اور انسانیت میں برابر کا شریک ہوتا ہے مگر عقلیت و معنویت میں وہ ان سے بالکل الگ ہوتا ہے کیونکہ اس میں وحی کے قبول کرنے کی جو صلاحیت ہوتی ہے وہ دوسرے انسانوں میں نہیں ہوتی اسی مفہوم کو قرآن نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے:

"اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰى اِلَيَّ" (30)

(میں تمہاری ہی طرح بشر ہوں۔ مجھ پر وحی کی جاتی ہے۔)

دیکھو کہ بشریت میں گو پیغمبر کو دوسرے انسانوں کے مثل کہا ہے مگر ساتھ ہی وحی کے فرق و امتیاز کو دونوں میں حد فاصل قرار دے دیا ہے۔(31)

۲۔ تفصیلی طریقہ یا اثبات نبوت کا قرآنی طریقہ:

اس میں قرآن و حدیث سے تفصیلی دلائل بیان کرنا ہے۔ اثبات نبوت کا تفصیلی طریقہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔ قرآن نے توحید باری، رسالت و نبوت پر ڈھیروں دلائل دیئے ہیں۔ قرآن نے نبوت ورسالت کے انکار کے انجام سے بھی ڈرایا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید اور دیگر صحف آسمانی میں انبیائے سابقین علیہم السلام کے جو قصص اور واقعات مذکور ہیں اُن سے روحانی حالات و کیفیات یعنی دلائل و براہین اور آیات کا ذکر نہایت موثر اور عبرت انگیز طریقہ سے کیا گیا ہے سیر ملکوت، مکالمہ الٰہی، رویت ملائکہ، رویائے صادقہ، دعا طوفان نوحؑ، آتش خلیل، عصائے موسیٰؑ، نفس عیسیٰؑ اور اس کے اور بھی بہت سے کیفیات و حالات کا ذکر قرآن مجید میں بار بار آیا ہے۔ ان کے ساتھ ان کے عواقب و نتائج بھی نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی سیرت سے ہر زمانہ میں اُن چیزوں کا خاص تعلق رہا ہے اور اس وجہ سے دونوں کے واقعات زندگی کا جزو لاینفک ہوگئے ہیں۔(32) قرآن مجید کے نبوت پر دلائل دینے کا اور محدثین کا دلائل نبوت ذکر کرنے کا فرق صرف یہی ہے کہ قرآن دلائل نبوت کو آیات بینات کا نام دیتا ہے۔ محدثین کہتے ہیں کہ جس شخص کے تعلق سے ان کا ظہور ہوتا ہے عالم غیب کے ساتھ اس کے روابط کی نشانی و آیات یا تائید غیبی کا کام دیتے ہیں قرآن مجید کی زبان میں اس قسم کے واقعات کا نام بینات براہین یا زیادہ تر آیات (یا آیات بینات) ہے۔ محدثین ان کو "دلائل نبوت" سے تعبیر کرتے ہیں اور حکماء اور متکلمین کی اصطلاح میں انہی کو معجزات کہا جاتا ہے۔ (33) قرآن مجید نے درج ذیل اثبات نبوت کے طرق استعمال کئے ہیں۔

1۔ تحدیٰ و چیلنج:

اثبات نبوت کا ایک طریقہ تحدی (چیلنج) کا بھی قرآن نے اختیار کیا ہے۔ اس میں نبوت کے منکرین کو چیلنج کیا جاتا ہے۔ اور ان کو مقابلہ کرنے کی دعوت دی جاتی ہے۔ کہ اگر تم حق پر ہو تو اس تحدی کو قبول کرو۔ قرآن مجید نبوت و رسالت اور ایمان باللہ کے سلسلہ میں تحدیٰ کا طریقہ استعمال کیا ہے جیسا کہ جب فرشتوں نے حضرت آدم کی خلافت اور رسالت پر اعلان کیا تو اللہ تعالی نے فرشتوں کو تحدی کیا۔ قرآن مجید میں ہے:

" قَالَ يٰآدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۚ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۙ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ "([34])

(تب اللہ نے آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ آدم! تم ان کو ان چیزوں کے نام بتاؤ سو جب انہوں نے ان کو ان کے نام بتائے تو فرشتوں سے فرمایا کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی سب پوشیدہ باتیں جانتا ہوں اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو پوشیدہ کرتے ہو سب مجھ کو معلوم ہے۔)

نبوت و رسالت پر سب سے بڑی دلیل خود قرآن مجید کا وجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فصاحت و بلاغت کے اعتبار سے تمام کتب سے ساویہ میں سے ایک ایسی کتاب عنایت کی ہے جس نے متعدد مقامات پر مشرکین اور کفار کو تحدی کیا ہے۔ علامہ نبھانی فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ اور آپ کی سب سے بڑی دلیل قرآن عظیم ہے، جس کے معجزانہ کلام کے ذریعے آپ نے منکرین نبوت کو چیلنج کیا اور انہیں اس کے ساتھ معارضہ کرنے اور اس جیسی ایک سورت بنالانے کی دعوت دی مگر وہ ایک چھوٹی سی سورت بھی لانے سے عاجز رہے۔ اس طرح یہ قرآن حکیم، جس نے مخالفین کو دم بخود کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات احیائے موتی، مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفایاب کرنے سے زیادہ رسالت محمدیہ ﷺ کی واضح اور بڑی دلیل ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے یہ معجزہ ان لوگوں کے سامنے پیش کیا جو اہلِ فصاحت و ارباب بلاغت تھے اور جو کلام کے بادشاہ اور زبان کے شہ سوار تھے لہٰذا ان کا اس کلام کے معارضہ سے عاجز رہنا۔ مسیح علیہ السلام کے معجزہ احیائے موتی کا مشاہدہ کرنے والوں کے عجز سے زیادہ حیران کن اور تعجب انگیز ہے، کیونکہ ان لوگوں کو مردے زندہ کرنے یا مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا دینے کا دعویٰ نہ تھا نہ انہیں اس کی کوئی خواہش تھی، جبکہ اہلِ عرب بالخصوص بنو قریش فصاحت و بلاغت میں فوقیت اور غلبہ کے طلب گار تھے۔ وہ مجالس و محافل میں فی البدیہہ تقاریر کرتے اور فصیح و بلیغ کلام کہتے۔ اللہ تعالیٰ نے

کلام کا یہ ملکہ ان کی فطرت اور طبیعت میں ودیعت فرما دیا تھا، کہ جب چاہتے اور جہاں چاہتے اپنے فی البدیہہ کلام سے سماں باندھ دیتے۔"(35) قرآن مجید کی رو سے اللہ تعالیٰ نے ہر نبی ورسول کو دلائل، آیات، بینات اور معجزات عطاء کر کے بھیجا ہے:

"لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ" (36)

(یعنی ہم نے بھیجے ہیں اپنے رسول نشانیاں دے کر اور اتاری ان کے ساتھ کتاب اور ترازو تاکہ لوگ سیدھے رہیں انصاف پر۔)

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

"وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَیْنٰهَآ اِبْرٰهِیْمَ عَلٰی قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِیْمٌ عَلِیْمٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَیَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَیْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّیَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ وَاَیُّوْبَ وَیُوْسُفَ وَمُوْسٰی وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ وَزَكَرِیَّا وَیَحْیٰی وَعِیْسٰی وَاِلْیَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ۝ وَاِسْمٰعِیْلَ وَالْیَسَعَ وَیُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَی الْعٰلَمِیْنَ"(37)

(اور یہ ہماری دلیل ہے کہ ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم پر عطا فرمائی۔ ہم جسے چاہیں درجوں میں بلند کریں بے شک تمہارا رب علم اور حکمت والا ہے اور ہم نے انہیں اسحٰق اور یعقوب عطا کیے ان سب کو ہم نے راہ دکھائی اور ان سے پہلے نوح کو راہ دکھائی اور اس کی اولاد میں داؤد، سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسیٰ اور ہارون کو ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں جیسے نیکوکاروں کو اور ذکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو یہ سب ہمارے قرب کے لائق ہیں اور اسماعیل اور یسیع اور یونس اور لوط کو اور ہم نے ہر ایک کو اس کے وقت میں سب پر فضیلت دی۔)

2۔ سیرت مصطفیٰ:

نبی پاک ﷺ ﷺ نے کفار مکہ کو جب تبلیغ کی تو اس پر سب سے بڑی دلیل یہی دی کہ میں نے تمہارے اندر زندگی کے شب وروز گزارے ہیں۔ قرآن مجید اس پر شاہد ہے۔

"قُل لَّوْ شَاءَ اللَّهُ مَا تَلَوْتُهُ عَلَيْكُمْ وَلَا أَدْرَاكُم بِهِ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّن قَبْلِهِ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ" (38)

(کہہ دو اگر اللہ چاہتا تو میں اسے تمہارے سامنے نہ پڑھتا اور نہ ہی تمہیں اس سے خبردار کرتا، کیونکہ اس سے پہلے تم میں ایک عمر گزار چکا ہوں، کیا پھر تم نہیں سمجھتے۔)

ہر نبی بر سر عام اپنی نبوت کا اعلان کرے اور اس پر اپنے خصائص بطور دلیل پیش کرے جیسا کہ شاہ ولی اللہ کہتے ہیں کہ اس دنیا میں نبی کے لیے ضروری ہے کے دو بر سر عام یہ ثابت کرے کہ وہ نبوت کا رمز شناس ہے اور وہ جو تعلیم دے رہا ہے وہ غلطی اور گمراہی سے پاک ہے۔ نبی یہ بھی نہیں کرتا کہ وہ اصلاحی کام کا کچھ حصہ لے لے اور کچھ ضروری حصہ ترک کر دے۔ انبیاء کرام کے تمام کام ان کا ہر فعل مشیت الٰہیہ کا پابند ہوتا ہے۔(39) بہت سے صحابہ کرام نے دلائل نبوت (سیرت طیبہ) کو دیکھ ایمان لائے ان میں سے سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے دلائل نبوت کو دیکھا ہے اور آپ پر ایمان لے آئیں پہلی وحی آنے کے بعد جب نبی پاک ﷺ گھر آئے تو حضرت خدیجہ الکبریٰ آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور پھر نبی پاک ﷺ کے حضرت جبرائیل کو اپنی اصل مشکل میں دکھایا۔ امام بیہقی روایت نقل کرتے ہیں:

"انطلقت خديجة بمحمد صلى الله عليه وسلم الى ورقة، فقالت له خديجة: يا ابن عم! اسمع من ابن اخيک۔ فقال له ورقة: يا ابن اخى! ماذا ترى؟فقص عليه رسول اللهﷺ خبره فقال له ورقة: والذى نفسى بيده انه لياتيک الناموس الاكبر الذى كان ياتى موسى وانک نبى هذه الامة، ولتؤذين، ولتقاتلن، ولتنصرن، ولئن انا ادركت ذلک لانصرنک نصرا يعلمه الله۔ ثم ادنى اليه راسه فقبل يافوخه، ثم انصرف الى منزله، وقد زاده الله من قول ورقة ثباتا، وخفف عنه بعض ماكان فيه من الهم۔ اما ورقة، فقد قال: وجبريل ياتيه وميكائيل معهما۔۔۔ من الله وحى يشرح الصدر منزل، فقالت خديجة لرسول اللهﷺ فيما تثبته۔ فيما اكرمه الله به فى نبوته: يا ابن عم تستطيع ان تخبرنى بصاحبک هذا الذى ياتيک اذا جاءک؟ فقال: نعم فقالت: اذا جاءک فاخبرنى۔فبينا رسول اللهﷺ عندما اذ جاء جبريل، فرآه رسول اللهﷺ، فقال: يا خديجة! هذا جبريل۔ فقالت: اتراه الآن؟ قال: نعم۔" (40)

(حضرت خدیجہ نبی پاک ﷺ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئی اور کہا کہ اے ابن عم یہ کیا دیکھتے ہیں؟ پھر نبی پاک ﷺ نے تمام واقعہ کو بیان کیا ورقہ بن نوفل نے کہا کہ یہ وہی ناموس ہے جس کا وعدہ حضرت موسیٰ نے کیا ہے۔ لوگ اس کو قتل کرنے پر آجائیں گے۔ تکلیف پہنچائیں گے، تم اس کی ضرور مدد کرنا اور میں زندہ رہا تو اس کی ضرور مدد کروں گا۔ پھر اس نے آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ پھر آپ گھر آگئے۔ حضرت خدیجہ کے ایمان ویقین میں اضافہ ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرائیل اور میکائیل آتے ہیں۔ جنہوں نے مجھے نبوت و

رسالت سے نوازا ہے۔ حضرت خدیجہ نے کہا کہ جب وہ آپ کے پاس آئیں تو مجھے بتانا۔ ایک آپ کی بارگاہ میں حضرت جبرائیل آئے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ جبرائیل ہیں۔ حضرت خدیجہ نے اپنی آنکھوں سے ان کو دیکھا۔)

3۔ وعظ و نصیحت کی بے لوث تبلیغ:

قرآن مجید نبوت و رسالت کے متعلق تبلیغی انداز اختیار کیا ہے کہ وعظ و نصیحت کے انداز میں دلائل دیئے ہیں اور ساتھ ساتھ وعظ و نصیحت بھی کی ہے: ارشاد پاک ہے:۔

" قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَ فُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ" (41)

(اور نبوت و رسالت کے فریضہ قرآن نے یہ بھی متنبہ کیا ہے کہ نبی و رسول من جانب اللہ ہوتے ہیں اور تم سے اس کا کچھ معاوضہ طلب نہیں کرتے۔)

" قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۭ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ" (42)

(اے محبوب فرمادیجئے کہ میں تم سے اس پر کوئی اجر طلب نہیں کرتا۔)

4۔ معجزات:

قرآن مجید نے نبوت و رسالت پر بطور دلیل و برھان معجزات پیش کر کے منکرین کے انکار کو اثبات میں تبدیل کرنے کا اسلوب اختیار کیا ہے۔ جیسے نبی پاک ﷺ کے پاس چاند کے شق ہونے جیسا معجزہ بھی ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے بے شمار معجزات عطا فرمائے جن کا ذکر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا:

" وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ" (43)

(شق ہو گیا چاند اور اگر دیکھیں کوئی نشانی تو منہ پھیرتے اور کہتے ہیں یہ تو جادو ہے جو چلا آتا ہے۔)

معجزات کو دیکھنے کے باوجود کچھ ایسے منکرین نبوت بھی تھے جو معجزہ دیکھنے کے باوجود بھی باطل پر ڈٹے رہے، جیسے قرآن مجید میں ہے۔

" وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ" (44)

(اور اگر آپ ﷺ ان کے پاس کوئی نشانی لے آئیں تب بھی یہ لوگ جو کافر ہیں یہی کہیں گے کہ تم سب نرے اھلِ باطل ہو۔)

" وَ اِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ۝ وَ قَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ" (45)

(اور جب یہ کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو خود اس کی ہنسی اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو ہے۔)

" اَمۡ يَقُوۡلُوۡنَ تَقَوَّلَهٗ‌ ۚ بَلْ لَّا يُؤۡمِنُوۡنَ ۞ فَلۡيَاۡتُوۡا بِحَدِيۡثٍ مِّثۡلِهٖۤ اِنۡ كَانُوۡا صٰدِقِيۡنَ " (46)

(ہاں کیا یہ بھی کہتے ہیں کہ انہوں نے قرآن کو خود گھڑ لیا ہے بلکہ یہ ایمان نہیں رکھتے تو یہ لوگ اس طرح کا کوئی کلام بنا کر لے آئیں اگر یہ اس دعوے میں سچے ہیں۔)

جب حضرت عیسی علیہ السلام نے معجزات پیش کئے تو ان پر بھی منکرین نے جادوگر ہونے کا الزام لگا دیا۔ جیسے قرآن مجید میں ہے۔

" وَاِذۡ قَالَ عِيۡسَى ابۡنُ مَرۡيَمَ يٰبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ اِلَيۡكُمۡ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوۡرٰٮةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوۡلٍ يَّاۡتِىۡ مِنۡۢ بَعۡدِى اسۡمُهٗۤ اَحۡمَدُ‌ؕ فَلَمَّا جَآءَهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ قَالُوۡا هٰذَا سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ "(47)

(اور یاد کرو جب عیسیٰ ابن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اپنے سے پہلی کتاب توراۃ کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے۔ ان کا نام احمد ہے۔ پھر جب احمد ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے، بولے یہ کھلا جادو ہے۔)

(ج) اثبات نبوت کا متکلمین کا طریقہ:

امام غزالی اور دیگر فلاسفر اس بات کی طرف گئے ہیں کہ نبوت کے دلائل کے لیے عقل ہی کافی ہے۔ اگر عقل کو استعمال کیا جائے تو مدعی نبوت کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ معجزہ کے بغیر ہی عقل کی بنیاد پر اثبات نبوت درج ذیل طریقوں سے ہے۔

(۱) دلائل منطقی اعتبار سے درست ہوں:

پہلا درجہ اس یقین کا ہے، جو ایسے دلائل سے حاصل ہو، جن میں برہان کے تمام منطقیانہ شرائط ایک ایک کر کے پائے جائیں، اور ان دلائل کے مقدمات کا ایک ایک حرف اچھی طرح جانچ لیا گیا ہو۔ یہاں تک کسی میں شک و شبہ اور غلطی و التباس کا احتمال نہ رہا ہو۔

(۲) عام فہم مسلمات اور دلائل ہوں:

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ان مسلمات سے یقین حاصل ہو، جن کو عام طور سے لوگ مانتے ہیں، اور اربابِ عقل کے حلقوں میں وہ مقبول اور مشہور ہیں۔ جن میں شک کا اظہار کرنا لوگ معیوب سمجھتے ہیں اور نفوسِ انسانی ان کے انکار کرنے سے قاصر ہوں۔ ان مقدمات سے استدلال بعض لوگوں میں ایسا یقین جازم پیدا کرتا ہے کہ اس میں کسی قسم کا تزلزل راہ نہیں پا سکتا۔

(۳) دلائل فطرت اور عرف کے موافق ہوں:

تیسری صورت یہ ہے کہ ان خطابیات کے ذریعہ سے یقین پیدا کیا جائے، جن کو لوگ عام بول چال اور عملی کاروبار میں استعمال کیا کرتے ہیں اور عادۃً ان کو صحیح سمجھتے ہیں۔ اگر طبع انسانی میں خاص طور سے اس مسئلہ کی طرف غیر معمولی انکار یا شدید تعصب نہ ہو اور سامع میں تشکیک، مناظرہ اور خواہ مخواہ کرید اور حجت کی عادت نہ ہو اور اس کی طرف فطرت صالحہ سادہ اور صاف ہو تو اس طریقہ سے اکثر افراد کو یقین کی دولت ہاتھ آسکتی ہے اور اسی لیے قرآن مجید نے اسی طرز استدلال سے اکثر کام لیا ہے۔

(۴) شخصی کا معاشرہ میں کردار:

چوتھی صورت یہ ہے کہ جس شخص کی دیانت اور ایمانداری پر یقین ہو اور اس پر کاملِ اعتقاد ہو، بکثرت لوگ اس کے مداح ہوں، یا تم خود اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر اس کی ہر بات کو صحیح باور کرتے ہو تو اس کا کہنا تمہارے اندر یقین پیدا کر دیتا ہے، جیسے اپنے بزرگوں اور استادوں اور مرشدوں کے بیان کا لوگ حرف بحرف یقین کر لیتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صدیقؓ (یا اور اکابر صحابہؓ) کو آنحضرت ﷺ کے ساتھ جو حسنِ اعتقاد تھا وہ اسی قسم کا تھا، اس لیے آپ جو کچھ فرماتے تھے، اُن کو اس کے باور کرنے میں کسی دلیل و برہان کی حاجت نہ تھی۔

(۵) سیرت و صورت گواہی دے:

حصول یقین کا پانچواں طریقہ یہ ہے کہ روایت کی صورتِ حال کی ایسی دوسرے قرائن سے تصدیق ہو، جن سے گو ایک مناظرہ پسند اور حجت طلب شخص کی تشفی نہ ہو، مگر عام اشخاص کی ان سے تسلی ہو جاتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ کتنے اعرابی تھے جنہوں نے ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا یا آپ کی دل آویز اور پُر اثر باتیں سنیں، یا آپ کے اخلاق کریمانہ کا مشاہدہ کیا اور بے دلیل و برہان آپ کی نبوت پر ایمان لے آئے۔ کیونکہ انہوں نے پہلے آپ کی نبوت کا چرچا تو سنا تھا لیکن اس دعویٰ کی صداقت نے ان کے دل میں پوری طرح گھر نہیں کیا تھا، مگر جب اتفاق سے آپ کے دیدار کا ان کو موقع ملا قرائن حال اور آثار قیافہ کے ذریعے نیک و بد اور اچھے برے کی تمیز کا جو ایک خاص جوہر انسان میں ودیعت ہے، اس نے فیصلہ کر دیا کہ یہ دعویٰ صحیح ہے یا غلط۔

(۶) فطرت و طبع کے موافق ہوں:

چھٹا طریقہ یہ ہے کہ جو روایت بیان کی جائے، اگر وہ سامع کے مزاج، اخلاق اور خواہش کے مطابق اور مناسب ہو تو اس کے صحیح تسلیم کر لینے میں اس کو کبھی پس و پیش نہ ہو گا، اس حصولِ یقین میں نہ تو حسن اعتقاد کی

ضرورت ہے اور نہ قرائن و آثار کی تائید کی، یہ فطری اور طبعی مناسبت خود حصولِ یقین کے لیے کافی ہے، یہی سبب ہے کہ سابقین اسلام میں وہی صحابہ داخل ہیں جو فطرۃً نیک اور طبعاً راستی پسند اور جویائے حق تھے۔([48])

(د) دلائل نبوت کی اقسام:

سلسلہ نبوت سب سے آخر میں حضرت محمد رسول ﷺ اس دنیا میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ کی آمد سے نبوت کا سلسلہ مکمل ہوا۔ چونکہ رسول اللہ ﷺ گروہ انبیاء کے سردار اور سید الاولین و آخرین خاتم النبیین ہیں اس لیے آپ ﷺ کی نبوت کے دلائل بھی بکثرت اور منفرد ہیں۔ اس پر تمام علماء کا اجماع و اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو جن جن دلائلِ نبوت اور معجزات سے نوازا ہے ان تمام دلائلِ نبوت و معجزات کو حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ میں جمع فرمادیا ہے اور ان کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے بے شمار ایسے دلائلِ نبوت و معجزات سے بھی اپنے آخری محبوب پیغمبر، شفیع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ممتاز فرمایا جو آپ ﷺ کے خصائص کہلاتے ہیں۔ یعنی یہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وہ کمالات و معجزات ہیں جو کسی نبی و رسول کو نہیں عطا کئے گئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام کے دلائلِ نبوت و معجزات میں متعدّد فرق ہیں جیسے:

ا۔ آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو ہر نبی سے افضل معجزہ عطا ہوا، مثلاً معراجِ ابراہیم اور معراجِ مصطفیٰ کا فرق دیکھیں۔ وہاں حضرت ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَام کو زمین پر کھڑا کرکے آسمانوں و زمین کی نشانیاں دکھائیں اور فرمایا:

"وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ"[49]

(اور اسی طرح ہم ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی عظیم سلطنت دکھاتے ہیں۔)

اور آپ ﷺ کے پاس افضل ترین فرشتہ بھیج کر آپ ﷺ کو نیند سے جگا کر، آسمانوں سے اوپر بلا کر معراج کا شرف عطا کیا جیسے سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا:

"سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا"[50]

(پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندے کو رات کے کچھ حصے میں مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک سیر کرائی۔)

اور سورۂ نجم میں آسمانوں سے اوپر جانے کا تذکرہ ہے۔ یونہی حضرت موسیٰ عَلَيْهِ السَّلَام کو معجزۂ کلام عطا فرمایا جیسا کہ ارشاد پاک ہے۔"وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا" ([51]) (اور اللہ نے موسیٰ سے حقیقتاً کلام فرمایا۔) لیکن مطالبہ دیدار پر منع فرمادیا۔ جیسا کہ ارشاد پاک ہے۔"رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ۭ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ"[52](اے میرے رب! مجھے اپنا جلوہ دکھا تاکہ میں تیرا دیدار کرلوں۔ فرمایا تو مجھے ہر گز نہ دیکھ سکے گا۔)

اسی طرح ارشاد پاک ہے۔

" ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی۔ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى۔ فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى"[53]

(پھر وہ جلوہ قریب ہوا پھر اور زیادہ قریب ہو گیا تو دو کمانوں کے برابر بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ گیا پھر اس نے اپنے بندے کو وحی فرمائی جو اس نے وحی فرمائی۔)

اور ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

"مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰى"[54]

(آنکھ نہ کسی طرف پھری اور نہ حد سے بڑھی۔)

۲۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو سب سے زیادہ دلائلِ نبوت و معجزات عطا ہوئے جیسا کہ کتبِ احادیث و فضائل

مثلاً دلائل النبوّۃ، خصائصِ کبریٰ اور حُجَّةُ اللّٰهِ عَلَى الْعَالَمِين کے مطالعے سے ظاہر ہے اور "اِغاثۃ اللھفان" میں ابن قیم رحمہ اللہ کے مطابق جن کی تعداد ایک ہزار سے زیادہ ہے۔[55]

۳۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے کئی دلائلِ نبوت و معجزات ایسے ہیں کہ ایک معجزے میں بہت سے معجزے ہیں جیسے قرآن اور معراج کہ یہ دو معجزے ہیں لیکن ان دونوں کے ضمن میں کئی معجزات موجود ہیں جس بات کی شاہد کتبِ احادیث و کتبِ دلائلِ نبوت ہیں۔

۴۔ ہر نبی کے دور میں جو چیز عام و رائج تھی اس نبی کو اس کے مطابق دلیلِ نبوت و معجزہ عطا کیا گیا جیسے زمانۂ موسیٰ میں جادو کا زور تھا، زمانۂ سلیمان میں جنات اور جادو کی کثرت تھی، زمانۂ عیسیٰ میں طب ترقی پر تھی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی قوم کو اسی طرح کی چیزوں میں عاجز کر دینے والے معجزات دیئے اور چونکہ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم قیامت تک واجب الاتباع نبی ہیں تو فصاحت، جادو، طب، طاقت، سائنس، سیٹلائٹ سب قسموں کے معجزات دیئے مثلاً فصاحت و بلاغت کے مقابلے میں فصیح و بلیغ قرآن دیا جس جیسی ایک چھوٹی سی سورت بنانا بھی ممکن نہیں۔ جادو گر و کاہن کہا گیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا جو کوئی جادو گر نہیں کر سکتا۔ طب نے ترقی کرنی تھی تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ہاتھ سے چھو کر اور لعابِ دہن سے بیماروں کو شفایاب کر دیا۔ سائنس کا خلائی سفر کا زمانہ آنا تھا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو معراج کا معجزہ عطا کیا گیا۔ سیٹلائٹ کا زمانہ آنا تھا تو ساری کائنات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر دیا، چنانچہ فرمایا:

"قال رسولُ الله صلى الله عليه وسلم: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وجَلَّ قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا، فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وإِلى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلى يَوْمِ القِيَامَةِ، كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلى كَفِّي هَذِهِ؛ جِلِّيَانٌ"[56]

(ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے دنیا بلند کر دی تو میں اس کی طرف اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اس کی طرف ایسے دیکھتا ہوں جیسے اپنا یہ ہاتھ دیکھتا ہوں۔)

اور دوسری جگہ فرمایا کہ تو میرے لئے ہر شے خوب ظاہر ہو گئی اور میں نے جان لیا۔ [57]

۵۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو دائمی دلیلِ نبوت و معجزہ عطا فرمایا کہ دلائلِ نبوت و معجزات میں سے کچھ رونما ہو کر ختم ہو چکے ہیں اور کچھ جب تک اللہ چاہے گا باقی رہیں گے، ان میں سے ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا دائمی معجزہ اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر سب سے بڑی دلیل قرآن کریم ہے، اس کی آیات ہمیشہ ہمیشہ باقی رہیں گی، ان میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہو گی۔ گویا حسنِ یوسف ہو یا یدِ بیضا، آپ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام کے دلائلِ نبوت اور معجزات کو جمع فرما دیا اور آپ ﷺ کو دائمی دلیلِ نبوت و معجزہ سے نوازا۔

۶۔ آپ ﷺ کے دلائل نبوت کی ایک بڑا فرق اور بڑی اہم دلیل نبوت یہ ہے کہ کتب سماویہ میں تمام سابقہ انبیاءؑ خود بھی آپ ﷺ پر ایمان لائے اور اپنی اپنی قوم کو آپ ﷺ کی آمد اور نبوت سے متعلق بشارتیں بھی دیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کی گفتگو کا قرآن میں ذکر فرمایا:

"وَ اكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ اِنَّا هُدْنَآ اِلَيْكَ ؕ قَالَ عَذَابِيْٓ اُصِيْبُ بِهٖ مَنْ اَشَآءُ ۚ وَ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ؕ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ ۫ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" ([58])

(اور ہمارے لیے اس دنیا میں بھی بھلائی لکھ دے اور آخرت میں بھی ہم تیری طرف رجوع ہو چکے (اللہ نے) فرمایا کہ جو میرا عذاب ہے اُسے تو جس پر چاہتا ہوں نازل کرتا ہوں اور جو میری رحمت ہے وہ ہر چیز کو شامل ہے، میں اس کو ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا جو پرہیزگاری

کرتے اور زکوٰۃ دیتے اور ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں۔ وہ جو (محمد ﷺ) رسول (اللہ) کی، جو نبی اُمی ہیں، پیروی کرتے ہیں جن (کے اوصاف) کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، وہ انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں اور بُرے کام سے روکتے ہیں اور پاک چیزوں کو اُن کے لیے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو اُن پر حرام ٹھہراتے ہیں اور اُن پر سے بوجھ اور طوق جو اُن کے گلے میں تھے۔ اتارتے ہیں تو جو لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کی رفاقت کی اور انہیں مدد دی اور جو نُور ان کے ساتھ نازل ہوا ہے اس کی پیروی کی، وہی مراد پانے والے ہیں۔)

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا ذکر فرمایا:

"وَاِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِىٓ اِسْرَآئِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَىَّ مِنَ التَّوْرَاةِ
وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِىْ مِنْ بَعْدِى اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ "([59])

(اور جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے کہا اے بنی اسرائیل! بے شک میں اللہ کا تمہاری طرف رسول ہوں (اور) تورات جو مجھ سے پہلے ہے اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور ایک رسول کی خوشخبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آئے گا اس کا نام احمد ہو گا، پس جب وہ واضح دلیلیں لے کر ان کے پاس آ گیا تو کہنے لگے یہ تو صریح جادو ہے۔)

۷۔ آپ ﷺ کی دلائل نبوت اور براہین رسالت میں سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن حکیم میں سورہ یسین میں آپ ﷺ کی نبوت کی قسم کھائی ہے:

"يٰسٓ ﴿١﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿٢﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٣﴾ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ "([60])

(حکمت والے قرآن کی قسم ہے۔ بے شک آپ رسولوں میں سے ہیں سیدھے راستے پر۔)

جس طرح توریت اور انجیل حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ (علیہما السلام) کی نبوت کی دلیل تھی اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر یہ قرآن آپ ﷺ کی نبوت و رسالت کی دلیل ہے اور اس کے بعد کا یہ جملہ (علی صراط مستقیم) پہلے جملہ کی تاکید ہے اس لئے کہ جو رسول ہو گا وہ ضرور راہ راست پر ہو گا۔ ان آیات میں قرآن حکیم کی قسم کھا کر آپ ﷺ کی رسالت کو بیان کیا قرآن حکیم آپ کی نبوت کی سب سے بڑی علمی دلیل ہے یہ آنحضرت ﷺ کی خاص

خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نبوت ورسالت کو قسم کے ساتھ بیان کیا آپ ﷺ کے سوا کسی اور نبی اور رسول کی رسالت کو قسم کھا کر نہیں بیان فرمایا۔

۸۔ اس کے علاوہ خود آپ ﷺ کی ذات بابرکت میں بھی اللہ تعالیٰ نے نبوت کی علامت ودیعت فرمادی تھی جو کہ خود بہت بڑی دلیلِ نبوت تھی جو کسی اور نبی کے حصہ میں نہ آئی۔ جیسے حدیث ہے کہ:

"عن سماک قال حدثنی جابر بن سمرة قال رایت الخاتم الذی فی ظهر رسول الله ﷺ مثل بیضة الحمام"(61)

(حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی پشت پر خاتم النبوۃ کو دیکھا جو کبوتر کے انڈے کے برابر تھی۔)

کتب میں آپ ﷺ کے دلائلِ نبوت و معجزات تقسیمات مختلف انداز میں ذکر کی گئی ہیں۔

اگر زمانی لحاظ سے دیکھا جائے تو آپ ﷺ کے دلائلِ نبوت و معجزات کی پہلی قسم جو آپ ﷺ کی پیدائش سے قبل یا پیدائش کے وقت یا آپ ﷺ کی بعثت یا اعلانِ نبوت سے قبل ظہور پذیر ہوئے، ارہاص کہلائے۔ جبکہ دوسری قسم وہ ہے جو آپ ﷺ کی بعثت یا اعلانِ نبوت کے بعد ظہور پذیر ہوئے۔ اسی طرح آپ ﷺ کے دلائلِ نبوت و معجزات کے وجود کے لحاظ سے دیکھا جائے تو آپ ﷺ کے بے شمار دلائلِ نبوت و معجزات ظہور پذیر ہوئے اور ختم ہوگئے اور قسم وہ ہے جو اب تک وجود رکھتے ہیں جیسے قرآنِ مجید۔ حافظ ابن کثیر نے اپنی کتاب میں آپ ﷺ کے دلائل نبوت و معجزات کی بنیادی طور پر دو قسمیں ذکر کی ہیں۔ جس کا اجمالی تعارف اس طرح ہے:

ا۔ دلائل نبوت معنوی

(۱) معجزہ قرآن　　　　(۲) اخلاق رسول

معنوی دلائل نبوت میں سے قرآن مجید کا نازل ہونا ہے اور یہ سب سے بڑا معجزہ ہے آیات سے مراد واضح دلیلیں ہیں جو کہ ایسی تراکیب پر مشتمل ہے جس میں انسانوں اور جنوں دونوں کو تحدیٰ (چیلنج) کیا گیا ہے کہ اس کی مثل قرآن لاؤ۔ باوجود اس کہ قرآن کے مقابلہ کرنے کے لیے بے شمار دشمن بھی میدان میں تھے اور وہ فصیح و بلیغ بھی تھے۔ لیکن وہ قران کی مثل لانے سے قاصر رہے۔ پھر دوسرا چیلنج دس سورتوں کا تھا۔ مگر وہ اس سے بھی عاجز آگئے۔ پھر قرآن نے ایک چھوٹی سی سورت لانے کا چیلنج کیا تھا۔ مگر مشرکین مکہ اس سے بھی عاجز آگئے اور وہ اپنی عاجزی اور کوتاہی کو جانتے بھی تھے۔ جیسا کہ قرآن میں سورۃ قصص میں ارشاد ربانی ہے کہ:

(قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَاۤ اَتَّبِعْهُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ)(62)

(یعنی اگر تم سچے ہو تو ان دونوں سے (یعنی توریت و قرآن سے) زیادہ ہدایت والی کوئی اور اللہ کی کتاب لاؤ تو میں بھی اس کی تابعداری کروں گا۔)

پھر سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا

(قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا)([63])

(کہہ دو اگر سب آدمی اور سب جن مل کر بھی ایسا قرآن لانا چاہیں تو ایسا نہیں لا سکتے اگرچہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا مددگار کیوں نہ ہو۔)

پھر سورہ ہود میں دس سورتوں کا چیلنج دیا گیا:

"اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ"([64])

(یعنی کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ قرآن کو خود اس پیغمبر نے گھڑ لیا تم کہو کہ اگر تم سچے ہو تو تم سب مل کر اور اللہ کے سوا جنہیں تم بلا سکتے ہو بلا کر اس جیسی دس سورتیں ہی بنا لاؤ۔)

پھر سورۃ یونس میں ایک چھوٹی سی سورت لانے کا چیلنج دیا گیا:

"وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ"([65])

(یعنی یہ قرآن اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کی طرف سے گھڑا ہوا نہیں بلکہ یہ اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والا اور کتاب تفصیل ہے جس کے اللہ کا کلام ہونے میں کوئی شک نہیں جو رب العالمین کی طرف سے ہے کیا یہ لوگ اسے خود ساختہ کہتے ہیں ان سے کہو کہ اللہ کے سوا ہر شخص کو بلا کر اس قرآن کی سینکڑوں سورتوں میں سے ایک چھوٹی سی سورت جیسی سورت تو بنا لاؤ تاکہ تمہارا سچ ظاہر ہو۔)

مگر مشرکین مکہ اس سے بھی عاجز آگئے اور وہ اپنی عاجزی اور کوتاہی کو جانتے بھی تھے۔

۲۔ دلائل نبوت حسیہ

(۲۔۱) معجزات سماوی مثلاً سورج لوٹانے کا معجزہ، معراج النبی ﷺ

(۲۔۲) دنیاوی معجزات مثلاً جمادات سے متعلق معجزات، مردوں سے گفتگو، شفائے امراض کے معجزات، برکت

طعام و پانی، غزوات، فتوحات، پیشین گوئیوں وغیرہ کا سچا ہونا۔ دنیاوی معجزات میں نبی کریمؐ کے اکثر حسی معجزات ہیں جن کی ایک لمبی فہرست ہے۔(66)

آپ ﷺ کے دلائلِ نبوت و معجزات کو رابطہ عالمِ اسلامی کے ایک محقق ڈاکٹر منقذ بن محمود السقار نے ان دلائل کو چھ اقسام میں تقسیم کیا ہے وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے غیوب، جو آپ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں یا آپ ﷺ کی وفات کے بعد بالکل اسی طرح رونما ہوئے جیسے آپ ﷺ نے ان کے بارے میں خبر دی۔

۲۔ نبی ﷺ کی حسی معجزات، جیسے کھانے کا زیادہ ہونا، بیماروں کا شفایاب ہونا اور چاند کا شق ہو جانا وغیرہ۔

۳۔ معنوی دلائل جیسے اللہ تعالیٰ کا آپ ﷺ کی دعاؤں کو قبول کرنا، آپ ﷺ حفاظت وصیانت کرنا اور آپ ﷺ کی دعوت دین کو اللہ تعالیٰ کی بھرپور تائید وحمایت حاصل ہونا۔

۴۔ نبوت کے دلائل کی عظیم تر اور دوامی قسم قرآن ہے جیسے سال اور صدیاں پرانا نہ کرسکیں۔ یہ کتاب دائمی معجزہ اور ایسی غالب دلیل ہے جو سائنسی، شرعی، بلاغی اور دیگر اسبابِ اعجاز کی انواع میں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو ودیعت کی۔

۵۔ دلائل نبوت میں سے یہ بھی ہے کہ پہلے انبیاء نے آپ ﷺ کی آمد کی پیش گوئی کی اور خوشخبری دی۔

۶۔ اخلاقِ نبوی اور آپ ﷺ کے شخصی حالات بھی دلائلِ نبوت کی ایک قسم ہے۔ تمام عمدہ صفات اور کمالات آپ ﷺ میں جمع ہو گئے۔(67)

دلائل نبوت میں سے ایک اہم قسم اخلاق رسول بھی ہے۔ آپ ﷺ کا اخلاق پاک، خلق تام، شجاعت، حلم، سخاوت، زہد، قناعت، ایثار اچھی صحبت، سچائی، امانت، تقویٰ عبادت، مہربانی، پاکیزہ مولد، بہترین ترتیب آپ کے دلائل نبوت میں سے ہیں۔ رسول کریم کی سیرت، اخلاق، افعال، اقوال نبوت کے دلائل میں سے ہیں۔ آپ کی شریعت بھی دلیل، آپ کی امت بھی دلیل، آپ کی امت کا علم بھی دلیل۔ آپ کا دین کامل بھی دلیل۔ آپ کی امت کی کرامات بھی دلیل، آپ کی سیرت میں فہم و فراست ولادت سے لے کر بعثت نبوت تک اور بعثت سے لے کر وصال نبوی اور آپ کی پاکیزہ نسبت پاک شہر (مکہ) اور اصل یہ سب کے سب نبوت کی دلیلیں ہیں۔(68)

خلاصہ بحث:

نبوت ورسالت کے اغراض و مقاصد بھیٔ سیرت نگاروں نے بیان کئے ہیں۔ بنیادی مقاصد میں سے دعوت توحید، تفہیم و تعلیم آیات، حکمت تعلیم، تزکیہ نفس، شرک سے اجتناب کی تعلیم، خلافت الٰہیہ کا قیام، اطاعت رسول کی تعلیم، اور عقیدہ آخرت کی تعلیم ہے۔ نبوت و رسالت سے متعلق ایک دھریہ نظریات کے حامل ہیں جو نبوت و رسالت کا انکار کرتے

ہیں۔ دوسرا گروہ براہمہ ہیں یہ لوگ بھی عالم کے قدیم ہونے کے قائل ہیں اور نبیوں کی بعثت کا انکار کرتے ہیں اور ان میں سے کچھ کہتے ہیں کہ حضرت آدم ابوالبشر ہیں اور کچھ کہتے ہیں کہ حضرت آدم، حضرت ابراہیم ہی ہیں۔ یہ لوگ صرف دو نبیوں کے قائل ہیں باقی سب کے منکر ہیں۔ فلاسفر حضرات میں غیر مسلم فلاسفرز نے بھی نبوت کا انکار کیا ہے۔

نبوت ورسالت کو ثابت کرنے اور اس پر دلائل دینے کے دو طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ اجمالی ہے اور دوسرا تفصیلی ہے۔ اجمالی طریقہ میں صرف ایمان کی دولت حاصل ہوتی ہے کیونکہ نبی کے کمالات وخصائص ایک عام انسان کی سمجھ سے بالاتر ہیں۔ نبوت کے ثبوت کے دو طریقے ہیں۔ ایک اجمالی اور دوسرا تفصیلی طریقہ ہے۔ تفصیلی طریقہ میں قرآن وحدیث سے تفصیلی دلائل بیان کرنا ہے۔ اجمالی طریقہ یہ ہے کہ جس طرح انسان کو حیوان پر نفس ناطقہ کی بناء پر فضیلت حاصل ہے کہ یہ عقلی ودماغی خصوصیت حیوان میں نہیں پائی جاتی جس کے بل پر انسان حیوان پر حکمرانی کرتا ہے اور اس کا مالک بنا ہوا ہے اور اس کو اپنے کام میں لگائے ہوئے ہے، اسی طرح انبیاء علیہم السلام کو اپنے نفوس قدسیہ کی بناء پر تمام انسانوں پر برتری حاصل ہے۔ وہ اپنے ان قدسی نفوس اور پیغمبرانہ قوت سے دوسروں کو براہِ راست سمجھاتے اور خود راہ راست پر قائم رہتے ہیں۔ اثبات نبوت کا ایک طریقہ تحدی (چیلنج) کا بھی قرآن نے اختیار کیا ہے۔ اس میں نبوت کے منکرین کو چیلنج کیا جاتا ہے۔ اور ان کو مقابلہ کرنے کی دعوت دی جاتی ہے۔ کہ اگر تم حق پر ہو تو اس تحدی کو قبول کرو۔ قرآن مجید نبوت ورسالت اور ایمان باللہ کے سلسلہ میں تحدیٰ کا طریقہ استعمال کیا ہے۔ قرآن مجید نبوت ورسالت کے متعلق تبلیغی انداز اختیار کیا ہے کہ وعظ ونصیحت کے انداز میں دلائل دیئے ہیں اور ساتھ ساتھ وعظ ونصیحت بھی کی ہے۔ قرآن مجید نے نبوت ورسالت پر بطور دلیل وبرھان معجزات پیش کر کے منکرین کے انکار کو اثبات میں تبدیل کرنے کا اسلوب اختیار کیا ہے۔ جیسے نبی پاک ﷺ کے پاس چاند کے شق ہونے جیسا معجزہ بھی ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے بے شمار معجزات عطا فرمائے۔

معجزات کو دیکھنے کے باوجود کچھ ایسے منکرین نبوت بھی تھے جو معجزہ دیکھنے کے باوجود بھی باطل پر ڈٹے رہے، امام غزالی اور دیگر فلاسفر اس بات کی طرف گئے ہیں۔ معجزہ کے بغیر ہی عقل کی بنیاد پر اثبات نبوت درج ذیل طریقوں سے ہے۔

(۱) دلائل منطقی اعتبار سے درست ہوں۔ (۲) عام فہم مسلمات اور دلائل ہوں۔ (۳) دلائل فطرت اور عرف کے موافق ہوں۔ حافظ ابن کثیر نے اپنی کتاب میں دلائل نبوت کی درج ذیل تقسیم کی ہے۔ خلاصہ کے طور پر حاضرِ خدمت ہے:

۱۔ دلائل نبوت معنوی ۲۔ دلائل نبوت (حسیہ) ۳۔ دنیاوی معجزات

حواشی

1۔ النحل:۳۶
2۔ آل عمران۳:۱۶۴
3۔ مریم۱۹:۳۶
4۔ الجمعہ ۲:۶۲
5۔ آل عمران۳:۵۸
6۔ المائدہ۵:۶۷
7۔ البقرۃ۲:۱۲۹
8۔ البقرۃ۲:۱۵۱
9۔ البقرۃ۲:۱۵۱
10۔ لقمان۳۱:۱۳
11۔ المائدہ۵:۷۲
12۔ الحج۲۲:۳۱
13۔ البقرۃ
14۔ مفتی، محمد شفیع، معارف القرآن، کراچی: ادارۃ المعارف،۱۹۶۹ء، ۲/ ۵۷۰۔۵۷۱
15۔ الحدید۵۷:۲۵
16۔ الشعرآء۲۶:۱۰۶۔۱۰۹
17۔ الشعرآء۲۶:۱۲۳۔۱۲۷
18۔ الشعرآء۲۶:۱۴۱۔۱۴۵
19۔ الشعرآء۲۶:۱۶۰۔۱۶۴
20۔ ھود۱۱:۲۵۔۲۶
21۔ الشعرآء:۲۶:۱۵۳
22۔ الشعرآء۲۶:۸۷۔۹۱
23۔ ماوردی، علی بن محمد، اعلام النبوۃ، بیروت: مکتبۃ الھلال،۱۴۰۹ء، ۱/ ۳۵

24 ۔ ماوردی، اعلام النبوۃ، ۱/۳٦

25 ۔ ماوردی، اعلام النبوۃ، ۱/۳٦

26 ۔ نعمانی، شبلی، سیرت النبی، ۳/۲٦

27 ۔ شبلی، سیرۃ النبی، ۳/۲۵

28 ۔ شبلی، سیرۃ النبی، ۳/۲۵

29 ۔ شبلی، سیرۃ النبی، ۳/۲۵

30 ۔ کہف: ۱۱۰

31 ۔ شبلی، سیرۃ النبی، ۴/۲۲

32 ۔ شبلی، سیرۃ النبی، ۳/۲۲

33 ۔ شبلی، سیرۃ النبی، ۳/۸۱

34 ۔ البقرۃ ۲: ۲۳

35 ۔ نبھانی، حجۃ اللہ العالمین علی معجزات سید المرسلین، ص ۴۸۲

36 ۔ الحدید ۵۷: ۲۵

37 ۔ الانعام ٦: ۸۳۔۸٦

38 ۔ یونس: 16

39 ۔ شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغۃ، لاہور: مکتبۃ فاسیہ، ۱۹۷۳ء، ص ۴۴۲

40 ۔ البیھقی، احمد بن الحسین الخراسانی، ابو بکر (المتوفی: ۴۵۸ھ)، النبوۃ و معرفۃ احوال صاحب الشریعۃ، الطبعۃ اولی، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۰۵ھ، ۳/۲۲۵

41 ۔ سبا ۳۴: ۴٦

42 ۔ سبا ۳۴: ۴۷

43 ۔ القمر ۵۴: ۱۔۲

44 ۔ الروم ۳۰: ۵۸

45 ۔ الصّٰفّٰت ۳۷: ۱۴۔۱۵

46 ۔ الطور ۵۲: ۳۳۔۳۴

47 ۔ الصفت ٦۱: ٦

48۔ شبلی، سیرۃ النبی،۳/۱۰۹۔۱۱۰

49۔ الانعام :75

50۔ بنی اسرائیل :1

51۔ النساء:164

52۔ الاعراف :143

53۔ النجم :8تا10

54۔ النجم :17

55۔ ابن قیم الجوزیۃ، محمد بن ابی بکر الزرعی الدمشقی،إغاثۃ اللھفان فی مصاید الشیطان،ریاض:دارالمعارف، ج:2،ص:347۔

56۔ معجم کبیر ،318/13، حدیث :14112

57۔ ترمذی ،221/5، حدیث :3235

58۔ الاعراف:156۔157

59۔ الصف:6

60۔ سورہ یٰس- 4-1

61۔ مسلم:1833

62۔ القصص:49

63۔ بنی اسرائیل:88

64۔ ہود:13

65۔ یونس:37

66۔ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، معجزات النبی، بیروت: مکتبہ توفیقیہ، ۱/۱۵۔۲۵

67۔ دلائل النبوۃ، رابطۃ العالم الاسلامی، مکۃ مکرمۃ، ص-٦

68۔ ابن کثیر، معجزات النبی 1/27۔28